www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

اسلام اور جمہوریت میں تصورِ نمائندگی

حامیانِ جمہوریت جمہوری نظام کی ایک خوبی یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اس طریق سیاست میں عوام کی نمائندگی کا مکمل تصور پایا جاتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ عوامی کثرتِ رائے کے اصول کے تحت ہر علاقے سے نمائندوں کا انتخاب کر کے پارلیمنٹ میں بھیجا جاتا ہے اور اس انتخاب میں مملکت کا ہر فرد اپنی ذاتی حیثیت سے اثر انداز ہوتا ہے جو کہ عوامی نمائندگی کی مکمل اور عام فہم شکل ہے اور عوام کو باور یہ کرایا جاتا ہے کہ درحقیقت سب کچھ کا اختیار رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جمہوری دور میں یہ نعرہ زبان زد عام و خاص ہوتا ہے کہ "طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں" اور بڑے بڑے سیاست دان بھی اسی نظریہ کو ہی اُجاگر کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کھوکھلے نعرہ کے ذریعے عوام کی رائے اپنے لئے ہموار کی جاتی ہے۔ بعد ازاں عوام کے یہ نمائندے کثرت رائے سے جو کچھ کر گزریں وہ عوام کی طرف سے سمجھا جاتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس طریقہ سے عملاً عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے عوام پر قائم ہو جاتی ہے۔

حالانکہ نمائندگی کا یہ جمہوری تصور فریب و دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اگر تھوڑا سا بھی غور و فکر سے کام لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انتخابات کے نتیجے میں عوام کے جو نمائندے سامنے آتے ہیں وہ صرف مقابلتاً" اکثریت کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں جبکہ مجموعی اعتبار سے وہ اقلیت کے حمایت یافتہ اور اکثریت کے غیر معتمد ہوتے ہیں مثلاً" "الف"، "ب" اور "ج" تین امیدواروں نے الیکشن میں حصہ لیا کل ووٹوں میں سے "الف" نے 35 فیصد، "ب" نے 40 فیصد اور "ج" نے 25 فیصد ووٹ حاصل کئے۔ اب چالیس فیصدی ووٹ حاصل کرنے والا شخص عوام کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ "الف" اور "ج" کے حاصل

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کردہ مجموعی ووٹوں (ساٹھ فیصد) کے مقابلہ میں اقلیت کا حمایت یافتہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ اعداد و شمار صرف ڈالے گئے ووٹوں کے ہیں اور عوام کی ایک خاموش تعداد جو کسی نہ کسی وجہ سے ووٹ دینے سے محروم رہتی ہے ان کی نمائندگی سرے سے مفقود ہے۔

جبکہ اسلام کا تصورِ نمائندگی اس کے برعکس ہے اور نمائندگی کی اصل روح کا عکاس بھی۔ اسلام میں نمائندگی ووٹوں کے ذریعے نہیں بلکہ "اہلیت کی بناء پر اعتماد کی صورت میں ابھر کر سامنے آتی ہے" اہلیت معاشرے میں ایک معلوم و معروف شے ہوتی ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقوں میں مختلف لوگ اپنی اپنی اہلیت کی بناء پر نمایاں ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ ایک فطری سا عمل ہے اس کا انحصار معاشرے میں کام کی نوعیت پر ہوتا ہے معاشرے میں جس نوعیت کا کام ہو گا' اسی نوعیت کی اہلیت سامنے آئے گی۔

ایک سکول میں پڑھنے والے بچوں میں ذہین اور محنتی بچوں کا پتہ لگانے کے لئے کبھی کسی نے الیکشن کا سہارا نہیں لیا۔ ذہین اور محنتی بچے اپنی اہلیت اپنے ماحول میں اجاگر کرتے ہیں اور نمایاں نظر آتے ہیں --- اسی طرح علمائے دین و مفتیان کرام منتخب (Elected) نہیں ہوا کرتے۔ ہمارے ہاں دینی مدارس میں شیخ الحدیث کے منصب پر جو شخصیت فائز ہوتی ہے وہ بھی جمہوری طرزِ انتخاب کے بغیر ہی اپنی اہلیت کی بناء پر اپنے منصب پر جلوہ افروز ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کے دیگر شعبوں میں آپ نظر دوڑائیں گے تو ہر شعبۂ زندگی میں اہل سے اہل تر شخص کی تلاش بھی اسی طریقہ پر ہوتی نظر آئے گی۔ اور اس کے لئے اس قدر بکھیڑا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور اہلیت کی پیمائش جمہوری الیکشن کے بغیر بھی ہو جاتی ہے۔

ثانیاً جمہوریت میں نمائندگی کا تصور علاقائی بنیادوں اور حد بندیوں پر استوار ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں علاقائی نمائندگی ہے۔ جبکہ اسلام کا "تصور نمائندگی" عالمگیر ہے اسلام میں نمائندگی ملت کی سطح پر ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ فلاں علاقے سے اتنے اشخاص منتخب ہوں اور فلاں سے اتنے۔ کیونکہ یہی چیز بعد ازاں علاقائی تعصبات کو پھیلنے پھولنے میں ممد و معاون ہوتی ہے۔ اسلامی نظامِ شورائیت ملکی سطح پر نہیں بلکہ بطور امتِ مسلمہ کے نمائندہ کے ہے۔ جمہوریت میں ایک شخص ایک خاص علاقے سے منتخب ہو کر پوری ملکی سطح پر نمائندہ مملکت کہلاتا ہے جبکہ کسی طور بھی وہ مملکت کا نمائندہ کہلانے کا حقدار نہیں ہوتا وہ تو فقط اپنے علاقے کا نمائندہ ہے اور وہ بھی ٹوٹا پھوٹا جیسے کہ گزشتہ سطروں میں واضح کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ اسلام جغرافیائی حد بندیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ ممالک کی یہ تقسیم اسلامی تصور ملی کے یکسر خلاف ہے جبکہ امت مسلمہ ایک عالمی وحدت ' اور علاقائی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سطح سے بالاتر ملت ہے۔ جس کا نظام سیاست اور مرکز و محور فقط ایک ہی ہے انگریز نے اسی ملی وحدت کو ہی چکنا چور کرنے کے لئے ایک مثالی مرکز نہ سہی لیکن خلافت اسلامیہ کا تار پود بکھیرنے کے لئے سازش کا جال بچھایا اور بالآخر 1924ء میں اس مرکز کو ختم کر کے چھوڑا۔ تاکہ آئندہ کے لئے مسلمان کبھی ایک متحدہ قوت نہ بن سکیں۔ اسی لئے عظیم مفکر علامہ اقبال نے اس عظیم سانحہ کے بعد یوں فرمایا

تا خلافت کی بنا دنیا ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

موجودہ سیاست کو ہی لے لیجئے جب بھی پہلے پہل کوئی سیاسی جماعت بنتی ہے اس کو کوئی ایک شخصیت یا چند افراد مل کر تشکیل دیتے ہیں اور سب سے پہلے ایک غیر منتخب قیادت سامنے آتی ہے اس قیادت کے گرد لوگ جمع ہونا شروع ہوتے ہیں اور اپنی اپنی خدمات کی بنا پر ابھرتے چلے جاتے ہیں یہی لوگ دراصل اس جماعت کے اہل الحل والعقد (اربابِ بسط و کشاد) ہوتے ہیں جن کے مشورے کی اصل اہمیت ہوتی ہے --- لیکن --- جونہی یہ جماعت جمہوری الیکشن کی بھینٹ چڑھتی ہے تو اہلیت اکثریتی رائے کی مرہونِ منت ہو جاتی ہے۔ لابنگ ہوتی ہے' دھڑے بندی کا سیاسی کھیل کھیلا جاتا ہے اور یہ جماعت تقسیم در تقسیم ہوتی چلی جاتی ہے۔

چونکہ ذہن یہ پروان چڑھایا جاتا ہے کہ عہدہ و اقتدار ہر شخص کا بنیادی حق ہے اور یہ حق اس کو بہر حال حاصل کرنا ہے۔ اس کے لئے معیار فقط یہ ہے کہ جو بھی اپنے حق میں زیادہ ہاتھ کھڑے کروا سکتا ہو یا اکثریتی ووٹوں کا حامل ہو وہی حقدار ہے۔

اس مزعومہ بنیادی حق کے حصول کے لئے اکثریت کی حمایت حاصل کرنے کی جدوجہد ہوتی ہے اور پھر وہ سب کچھ ہوتا ہے جو حصولِ اقتدار کی کشمکش کا ایک لازمہ ہے جس کا نتیجہ' فساد ہی فساد ہوتا ہے۔ کسی بھی صاحب بصیرت شخص سے جمہوریت کا یہ تاریک پہلو چھپا ہوا نہیں ہے اور یہی اس نظام سیاست کی وہ بنیادی کمزوریاں ہیں جن کی بنا پر عوام باوجود ظاہری چکاچوند اور پر فریب نعروں کے اس کو ترک کرنے پر مجبور ہیں اور یہی کمزوریاں آج دنیا میں کمیونزم کے زوال کے بعد جمہوریت کے سورج کو غروب کرنے کی ذمہ دار ہیں۔

جبکہ اسلامی نظام فلاحِ انسانیت کا ضامن بھی ہے اور حقوق انسان کا آئینہ دار بھی۔ اسلام میں عہدہ اور اقتدار کے بارے میں ذہنی تربیت یہ ہوتی ہے کہ یہ کسی کا حق نہیں بلکہ ایک بھاری ذمہ داری اور امانت ہے اور اس بوجھ کے اٹھانے سے بہر حال اسے بچنا ہے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

اسلام میں اُمیدواری حرام ہے اور جس پر یہ بوجھ ڈال دیا جائے اس کے بارے میں احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص دو انسانوں پر بھی ذمہ دار بنایا گیا گویا وہ الٹی چھری سے ذبح کیا گیا اور جن امراء و خلفاء نے اس کو بھاری ذمہ داری ہی جانا ان کی زندگیاں فی الحقیقت اسی تشبیہ پر صادق آتی ہیں خلفاء راشدین کی زندگیاں کس قدر پُر صعوبت تھیں اس کا اندازہ ہر صاحبِ علم کر سکتا ہے اور ایسے ہی حکمران عوامی فلاح کے ضامن بھی بنے اس کے ساتھ ساتھ جس پر عوام کا اعتماد ظاہر ہو جائے اور رائے عامہ اس کے ساتھ ہو اس پر اسلام کی رو سے اس ذمہ داری کو قبول کرنا واجب بھی ہے اور جس کی دینی و ملی خدمات زیادہ ہوں اس پر یہ بوجھ ڈال دیا جائے۔

اسلامی معاشرے میں دینی و ملی خدمات کی بنا پر جو شخصیات ابھرتی ہیں وہ دراصل اس معاشرے کی نمائندہ شخصیات سمجھی جاتی ہیں اور یہی شخصیات اہل الحل والعقد یا "اصحاب شوریٰ" ہوا کرتی ہیں۔ ان سب کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ اقتدار یا عہدہ ہمارا حق نہیں بلکہ ایک امانت ہے۔ اس لئے امیدواروں کی فوج ظفر موج اور کنویسنگ کے شغل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور امیر جماعت کے انتخاب کے وقت یہ لوگ خلوص دل کے ساتھ کسی اہل سے اہل تر شخصیت کی تلاش کو اپنا مقصد بناتے ہیں، حصول اقتدار و عہدہ کو نہیں۔ جب یہ لوگ مل بیٹھتے ہیں اور سر جوڑ کر سوچ و بچار کرتے ہیں تو ایک مثالی معتمد علیہ قیادت کو سامنے لانے کی کوشش ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ لوگ ہی قوم و ملت کے نمائندے ہوتے ہیں۔

اور یہ نمائندے جو اقلیت و اکثریت کے ووٹوں کی بنا پر علاقائی یا بعض افراد کی نمائندگی کی بجائے پوری ملت کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں، واقعی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں ملت و جماعت ان پر اعتماد کرتی ہے اور یہ لوگ علاقائی یا دھڑے بندی کے مفادات کی بجائے پوری ملّت کے مفاد کو سامنے رکھ کر مشورہ دیتے ہیں۔ اور بالآخر انہی لوگوں کے مشورہ کے نتیجے میں ایک ایسی شخصیت کو قیادت کے لئے سامنے لایا جاتا ہے جو خود اس بوجھ سے خوفزدہ ہوتی ہے اور ملت کے نمائندے اس کو اپنے تعاون کا یقین دلا کر کھڑا کرتے۔ اور اس امیر کے دست و بازو بنتے ہیں اس کو برائی پر ٹوکتے اور نیکی و فلاح میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ اس طرح اہل شوریٰ اور امیر جماعت کے مابین ایسا رشتہ محبت و مودّت استوار ہو ہے جو کہ اصل دینی بنیادوں پر قائم اور دیرپا ثابت ہوتا ہے اور وہ یکجان ہو کر پوری ملت کو حزبِ اقتدار یا حزبِ اختلاف کے جھنجٹ میں ڈالنے کی بجائے متفق و متحد رکھنے کی سعی اور ان کی فلاح کے تعمیری منصوبوں کی جانب بھرپور قدم اٹھاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ باہمی مشورہ ہوتا کیسے ہے؟ بظاہر تو ووٹنگ مشورے کی ہی ایک شکل ہے اور عام آدمی کے لئے زیادہ عام فہم صورت بھی- یہ سوال دراصل مشورہ اور ووٹنگ کے فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے- ووٹنگ میں محض افراد کی گنتی ہوتی ہے- ایک بہترین سماجی کارکن اور ایک سماج دشمن یکساں طور پر انتخاب میں موثر ہوتے ہیں- عقلمند و دانا شخص اور بیوقوف آدمی کو ایک ہی پلڑے میں تولا جاتا ہے اور ایک صاحب علم اور جاہل شخص مساوی حیثیت پاتے ہیں قرآن حکیم میں اس اصول کی تردید ان الفاظ میں موجود ہے-

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ.

(زمر: ۹)

(ترجمہ) کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ دوسرے الفاظ میں نیکی اور بدی کو ایک درجہ دیا جاتا ہے جبکہ قرآن کریم میں ہے-

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ (فصلت: ۳۴)

کہ نیکی اور برائی کبھی یکساں نہیں ہو سکتیں' ہر شخص کو رائے دہی میں یوں مساوی حیثیت سے شریک کرنا اس نظام کی ایک بنیادی کمزوری ہے- قرآن کریم نے ہمارے لئے تمام رہنما اصول متعین فرما دیئے ہیں قرآن مجید متقی اور فاسق کو مساوی درجہ دینے کا روادار نہیں- چنانچہ ارشاد ہے-

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (قلم: ۳۵)

کیا ہم مسلمانوں ار مجرموں کو یکساں حیثیت دیں

کیا تمہارا انصاف یہی کہتا ہے؟ تمہارا متقی شخص سب سے زیادہ باعزت ہے اور یہ ایک بنیاد ہے ہمارے معاملات میں ہمارے لئے- اِس بنا پر ووٹنگ اور مشورہ میں یہ بنیادی فرق موجود ہے بقول علامہ اقبال

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

جبکہ شوریٰ یا مشورے کا مطلب اہل الحل والعقد یا اصحاب شوریٰ کی مختلف اور مفید آراء کی روشنی میں ایک رائے کو پختہ کرنا ہوتا ہے نہ کہ محض گنتی کر کے فیصلہ کرنا- مشورے میں بات دلیل کے ساتھ کی جاتی ہے اور دلیل کی بنا پر ہی تسلیم کی جاتی ہے- دلیل میں جس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

قدر وزن ہوگا اس حد تک وہ قابل تسلیم ہے۔ لفظ "مشورہ" کا اصل مفہوم بھی اسی معنی پر دال ہے۔

عربی زبان میں مشورہ شہد کی مکھیوں کا مختلف پھولوں اور پھلوں سے چوسا ہوا رس شہد کی شکل میں حاصل کرنے کو کہتے ہیں گویا جس طرح شہد کی مکھیاں اپنا اپنا حصہ ڈال کر ایک گاڑھا مائع (قِوام) تیار کرتی ہیں اسی طرح اہل شوریٰ کی مجلس میں ہر فرد کی رائے کا ایک مفید پہلو جمع ہوتا جاتا ہے۔ ہر ایک کی رائے کو مجلس میں سُنا اور کھنگالا جاتا ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد ایک مفید حل پر مشتمل ایک رائے تیار ہوتی ہے۔ یہی وہ شہد ہوتا ہے جس کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے۔

"فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ" کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے جسے صاحبِ امر (امیر مجلس) حاصل کرتا ہے۔ مذکورہ بالا سارا منہج سیرت نبوی اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے باآسانی واضح ہوتا ہے اور اسی کا نام نبوی و سلفی منہج ہے۔ دنیا میں جب بھی کوئی نبی آتا ہے وہ بھی ایک غیر منتخب (NON-ELECTED) شخصیت ہوتی ہے۔ ارشاد ہے

اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ،

یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ کس کو اپنا رسول بنائے؟ وہ رسول دنیا میں آکر ایک دعوت پیش کرتا ہے اس دعوت کو جو لوگ قبول کرتے ہیں وہ اس کی جماعت بن جاتے ہیں جو اس رسول کی ملت یا امت کہلاتی ہے۔ اس دعوت کے پھیلاؤ میں رسول اور اس کے ساتھی مختلف مصائب و آلام سے گزرتے ہیں۔ ہجرت و جہاد کی وادیاں بھی عبور کرنا پڑتی ہیں، دعوت و جہاد کے رستہ پر چلتے ہوئے نبی کی جماعت میں کچھ شخصیات اپنی خدمات کی بناء پر ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ السابقون الاولون وجود میں آتے ہیں، انصار و مہاجرین نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ملی و دینی خدمات اور قربانیوں کی بدولت اسلامی معاشرہ میں اس طرح نکھر کر سامنے آتے ہیں جس طرح دودھ یا دہی بلونے سے مکھن اوپر آجاتا ہے یہ انصار و مہاجرین وغیرہ معاشرے کا وہ مکھن (CREAM OF THE SOCIETY) ہوتا ہے جس کو درحقیقت ملت کی نمائندگی کا حق ہوتا ہے۔ حقیقی روح کی حامل جماعت تیار ہوتی ہے اور تب کسی بھی اہم معاملہ میں مشورہ طلب کرتے وقت کبھی یہ وقت پیش نہیں آتی کہ اب مشورہ کن سے طلب کیا جائے؟

خلافت و امارت کے قیام کے لئے جہاں شوریٰ ضروری ہے وہاں شوریٰ میں بھرپور ملی نمائندگی بھی لازمی ہے جس پر بے شمار احادیث نبوی دلالت کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں بعض جماعتیں شرعی امارت کی دعویدار تو ہیں لیکن ان کی امارت کے انعقاد میں جماعت و ملت کی بھر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پور نمائندگی کا فقدان ہے اور بھرپور نمائندگی کے بغیر شوریٰ کا تصور تشنہ تکمیل رہ جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہم خلفائے راشدین کی زندگیوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں ہر خلیفہ کے انتخاب میں امت کی بھرپور نمائندگی اور مکمل اعتماد کی فضا نظر آتی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت

ابو بکر صدیق کی خلافت کا انعقاد اگرچہ ہنگامی نوعیت کا تھا تاہم ان کو فوراً بعد پوری امت کا اعتماد نصیب ہو گیا تھا اور ان کی خلافت فتنہ سے محفوظ رہی۔ اس طریق انتخاب سے قطعاً" کوئی دلیل نہ لے کہ خلیفہ کا انتخاب اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ لوگوں پر اس طرح خلیفہ کو مسلط کرنا کہ کچھ آدمی اس کی بیعت کر کے باقی امت کے لئے مشکل کھڑی کر دیں اسلامی طریقہ نہیں بلکہ یہ لوگوں کے حق مشورہ کو غصب کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے لئے امت کا اعتماد حاصل کرنا لازمی امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ کی وفات کے بعد دورِ عمر میں جب کسی نے مکہ میں آپ تک یہ خبر پہنچائی کہ فلاں شخص حضرت ابو بکر کے طریق انتخاب پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ میں عمر فاروق کی وفات کے بعد فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا تو آپ کو اس آدمی کی کم عقلی پر افسوس بھی ہوا اور پریشانی بھی۔ مدینہ واپسی پر آپ نے مسجد نبوی میں اصحاب شوریٰ اور اہل فہم و دانش کو اکٹھا فرمایا اور بڑے سخت لہجے میں خطبہ دیا کہ تم میں سے کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق کے طریق خلافت سے دلیل پکڑتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ وہ میرے بعد کسی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو خلیفہ بنا دے گا۔ بخدا ابو بکر تو ایسے شخص تھے کہ لوگوں کی گردنیں ان کی جانب اٹھتی تھیں اور وہ ایک ہنگامی انتخابِ خلافت تھا اور ایک شر تھی جس سے اللہ نے ہمیں مامون رکھا وگرنہ جو شخص مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کو خلیفہ بناتا ہے تو وہ ان مسلمانوں سے ان کا حق چھینتا ہے پس نہ اس شخص کی پیروی کی جائے جو یوں کرے اور نہ ہی اس امیر کی اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کرے گا۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے اور اس میں واضح الفاظ میں فرمایا کہ مشورہ مسلمانوں کا حق ہے اور ان کا غیر معتمد علیہ خلیفہ بنانا ان کے حق کو غصب کرنا ہے۔

(ملخصا : صحیح البخاری مع فتح الباری جلد ۱۳)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر نے آئندہ انتخاب کے لئے چھ معتمد ترین ملی نمائندوں پر مشتمل (جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے) ایک کمیٹی بنا دی کیونکہ اس وقت ملت اسلامیہ میں یہی چھ افراد پوری امت کے معتمد علیہ تھے اور حضرت عمر نے آئندہ خلافت کا انعقاد "امرھم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شوریٰ بینھم" کے اصول کے تحت کروانے کا بندوبست فرمایا۔ ان اصحاب میں خلیفہ کے انتخاب کی صورت سے اگر کوئی آدمی یہ دلیل پکڑنا چاہے کہ ان میں انتخاب باہمی کثرت رائے پر ہوا تھا تو یہ اس کے عقل و فہم کا دھوکا ہے یہ انتخاب مشورہ کے اصل تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تھا نہ کہ ووٹنگ کے ذریعے۔ آخر کار ان اصحاب نے عبدالرحمان بن عوف کو فیصلہ کا اختیار دیا تب حضرت عبدالرحمان نے کمیٹی کے اراکین سے مشورہ کے بعد دیگر مسلمانوں سے بھی ضمناً مشورہ لیا جس سے ان کو فیصلہ پختہ کرنے میں مدد ملی۔ نتیجتاً حضرت عثمان کو مشورے سے خلیفہ بنا دیا گیا اور اس مشورہ میں وہ لوگ شامل تھے جن کو پوری امت کا اعتماد حاصل تھا ان چھ اراکین میں مشورہ کی کیا صورت تھی تو وہ یوں تھی کہ پہلے تین آدمی تین کے حق میں دستبردار ہو گئے پھر حضرت عبدالرحمن کے ثالث بننے کے بعد میں مشورہ کی تکمیل ہوئی اور فیصلہ انجام پایا۔

اسی طرح حضرت علی کے پاس جب لوگ خلافت کے لئے پہنچتے ہیں اور خلافت کی بیعت کرنے کے لئے ہاتھ آگے کرنے کو کہتے ہیں تو حضرت علی انہیں یہ کہتے ہیں کہ میں خفیہ بیعت سے خلیفہ نہیں بنوں گا۔ شوریٰ جو کہ انصار و مہاجرین کا حق ہے مسجد نبویؐ میں منعقد ہو گی پھر اس میں خلافت کا فیصلہ ہو گا۔ گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسلام کی شورائی نمائندگی کا اصول تو بیان کر دیا تھا لیکن چار و ناچار ہنگامی حالات کے تحت آپ کو خلافت قبول کرتے ہی بنی۔ اگرچہ بعد میں اکابر صحابہ نے آپ کی بیعت کر لی تھی لیکن نمائندگی بھرپور نہ ہو سکی۔ اس لئے آپ کی خلافت کو پہلی خلافتوں جیسا استحکام نصیب نہ ہو سکا۔ خلفائے راشدین کے طرز عمل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ خلیفہ یا امیر کے انتخاب میں اہل شوریٰ کی بھرپور نمائندگی از بس ضروری ہے ان کے مشورے کے بغیر کوئی بھی امارت شرعی نہیں ہو سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب خلیفہ نامزد کیا گیا تو انہوں نے وراثت میں ملی ہوئی خلافت و امارت کو فوراً اہل الحل و العقد کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ تم جس کو چاہو خلیفہ بنا لو کیونکہ یہ تمہارا ہی حق ہے۔ لیکن وہ سب لوگ آپ کے کردار سے واقف تھے اس لئے انہوں نے آپ کو ہی خلیفہ بنا دیا۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا طرز عمل ہمارے لئے ہر دور میں مشعل راہ ہے آج بھی کوئی بات اگر ہماری فلاح کی ضامن ہے تو وہ فقط اسوۂ رسول اور ان کے نیک اصحاب کے طرز زندگی پر مواظبت ہے۔ ہم بحمد اللہ ایسے دین کے علمبردار ہیں جو تا قیامت دوسرے لادینی نظاموں کے لئے چیلنج اور ہر دور کے لئے قابل عمل ہے۔ آج جب کہ دنیا تاریکی و گمراہی کے گڑھے پر ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسلامی نظام ہائے حیات کو عوام کے سامنے احسن انداز میں پیش کیا جائے۔ اگر کسی نظام کے ذریعے ہم اپنی سیاسی زندگی میں انقلاب رونما کر سکتے ہیں تو وہ صرف اسلام کا نظامِ سیاست خلافت و امارت ہی ہے۔ جو کہ تمام امت کی صحیح نمائندگی کا علمبردار ہے اور سیاسی غلبہ کا بھی۔

دنیا اس سے قبل کیمونزم کا زوال دیکھ چکی ہے اور اب جمہوریت کے پر فریب دھوکوں سے بھی جان چھڑانا چاہتی ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں بھی جمہوریت پر لاتعداد تجربات ہوتے رہے کبھی اسے بیمار جمہوریت کا نام دیا گیا' کبھی جمہوریت کی اصل روح کے منافی باور کروا کر عوام کو مطمئن کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن اب عوام بھی اس جھنجھٹ سے اکتا چکے ہیں۔ انہوں نے دنیا سے بغاوت کرتے ہوئے ہر نظام پر تجربہ کیا لیکن ان لادینی نظریات کے حامل نظاموں نے انہیں کچھ نہ دیا۔

آخر کار اب مختلف تنظیمیں اس حقیقت کو جان کر اسلامی نظام کو اپنانا چاہتی ہیں۔ مملکتِ خداداد پاکستان میں جگہ جگہ تحاریکِ خلافت جنم لے رہی ہیں لیکن افسوس کہ نام تو خلافت کا لیا جا رہا ہے لیکن ان کی نظریاتی تربیت کرنے والا کوئی نہیں۔ فکری تربیت کی اس حد تک کمی ہے کہ خلافت کا واضح تصور سامنے نہ ہونے کے باعث کوئی جمہوریت کو اسلامی کرنے کے درپے ہے اور کوئی امریکہ کے صدارتی نظام کو سامنے رکھ کر اس کو ہی خلافت کی اصل تعبیر قرار دے رہا ہے اس حقیقت کو جاننے کے باوجود کہ اسلام بذاتِ خود ایک کامل دین ہے' اور کسی پیوند کاری کا روادار نہیں۔جدید سیاسی نظاموں میں تھوڑا بہت ردو بدل کرنے خلافت کا نام دینا اللہ اور اس کے رسول کے لائے ہوئے دین سے بدظنی کے سوا کچھ نہیں۔ ایسے وقت میں علمائے ملت کا دینی فریضہ بن جاتا ہے کہ وہ دورِ جدید کی بھول بھلیوں سے دور رہ کر اصل نظام خلافت کی طرف راہنمائی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ علماء کی یہ سستی عوام کو اس سے بھی ناامید و نامراد کر دے۔

وما علينا الا البلاغ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ